سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ

★ از: مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

حضرت مولانا عبدالقادر رائپوری اس عہد آخر میں اولیائے کاملین کا نمونہ، شریعت و طریقت کے جامع، احسان و تصوف کے امام اور تربیت و تزکیۂ نفس کے رموز آشنا تھے، ان کے فیض صحبت و تربیت و اصلاح و ارشاد سے ہندوستان و پاکستان کے لاکھوں مسلمانوں کو فائدہ پہنچا، اپنے حلقۂ اثر کی وسعت و عمومیت اور مختلف طبقوں اور متنوع حلقوں کی نمائندگی اور عصر جدید کے رجحانات اور تقاضوں کی واقفیت کے لحاظ سے وہ اپنے معاصرین میں ممتاز اور فیض و تاثیر مقبولیت اور معرفت و سلوک کے شعبہ میں اولیائے متقدمین کی یادگار تھے۔

حضرت مولاناؒ کے اس تذکرہ کیلئے شایان شان قلم کی بھی ضرورت تھی، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے ادیبانہ اور مؤرخانہ قلم نے مجاہد کبیر سید احمد شہیدؒ، مولانا محمد الیاسؒ، مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادیؒ اور عالم اسلام کے ممتاز اہل دعوت و عزیمت کی تاریخ کے بعد اب حضرت مولانا کی عظیم شخصیت کو روشناس کرایا ہے۔

تین سو صفحے کی اس کتاب میں مولاناؒ کی سیرت اور شخصیت، ان کے نمایاں صفات، انکا امداز تربیت، توازن جامعیت، تعلق باللہ و خلوص و محبت، ہر چیز زندہ اور متحرک بن کر سامنے آگئی ہے۔

یہ کتاب مکتبۂ اسلام کی طرف سے شائع ہو رہی ہے، کوشش کی جارہی ہے کہ جلد از جلد آپ کے ہاتھوں میں پہونچے۔

المعلن

مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ

محمد ثانی حسنی ایڈیٹر پروپرائٹر پبلشر نے ثنوی پریس لکھنؤ سے چھپوا کر شائع کیا

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مسلم خواتین کا دینی ترجمان

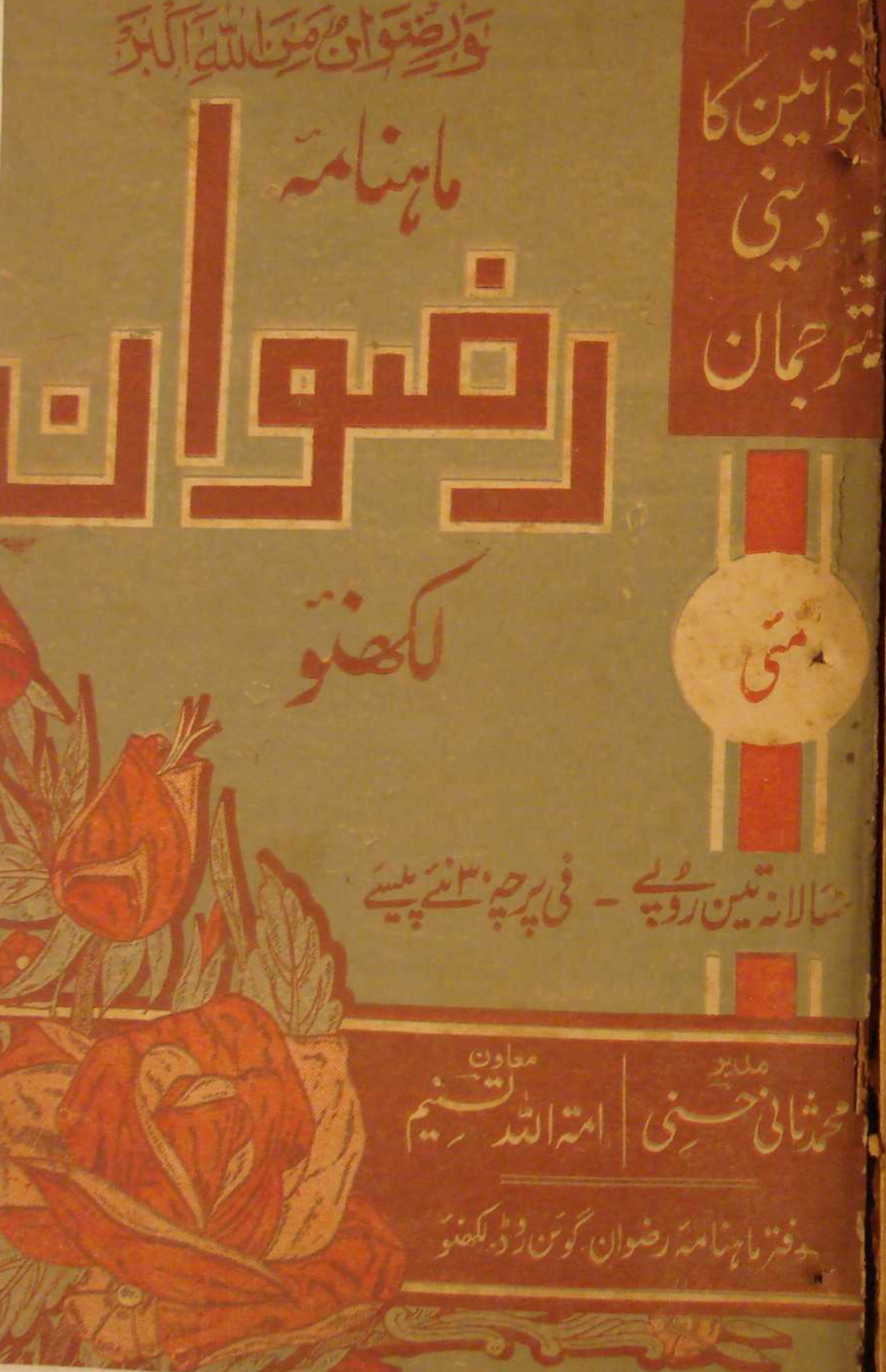

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر
محمد ثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

RIZWAN Lucknow Regd. No.A 197

ہماری

چند اہم کتابیں

زادِ سفر، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم، مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی، امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق، اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ پھر احادیث ہیں —— مکمل مجلد آٹھ روپے

حسنِ معاشرت مصنفہ والدہ لانا سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔

مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جسمیں دینی ہدایات کیساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امورِ خانہ داری سلیقہ شعاری رہن سہن کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔

قیمت ۶۲ پیسے

ہمارے حضور بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنیکے لائق ہے، یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایکزیہ پچاس پیسے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ

مطبوعہ نیشنل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

۳۱۵۵
۵۹۲۹۲
جلد

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

رضوان

جلد ۷	مئی سنہ ۱۹۶۳ء مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۲ھ	نمبر ۵

اگر اس دائرہ میں ◎ سرخ نشان ہو تو

اسکا مطلب یہ ہے کہ آپکا سال خریداری ختم ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کے لئے زرچندہ زیادہ سے زیادہ بیس تاریخ تک روانہ کر دیجئے، ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے، اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو آئندہ شمارہ وی۔پی سے ارسال ہوگا، جس میں آپ کے ۵۰ نئے پیسے لگیں گے۔

سالانہ چندہ

ہندستان میں	تین روپیہ	ممالک غیر بحری ڈاک	۶ شلنگ
پاکستان میں ...	تین روپیہ پچاس نئے پیسے	ممالک غیر ہوائی ڈاک	۱۰ شلنگ

پاکستان میں ترسیل کا پتہ

ادارۂ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پنجاب)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ ۱۰ تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہوگی

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل کریں

نوٹ:۔ ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں

دفتر

ماہنامہ "رضوان" ۳۷۔ گوئن روڈ۔ لکھنؤ

فہرست

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
(۱)	ہماری بات	مدیر	۳
(۲)	تعلیمات قرآن	مولانا محمد منظور نعمانی	۵
(۳)	فضائل و مسائل قربانی	حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح	۷
(۴)	نغمۂ وحدت	ثاقب کانپوری	۹
(۵)	اسراف کے بجائے انفاق	اختری بیگم	۱۰
(۶)	عورت تاریخ کے مختلف دور میں	ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی (شام)	۱۴
(۷)	مدینے والے (نعت)	ناہید درد انہ	۲۰
(۸)	مسلمان ماؤں کی ذمہ داریاں	اُم جمیلہ (الہ آباد)	۲۱
(۹)	پیاری بیٹی	ثریا ہمدان (مصر)	۲۶
(۱۰)	نائیجیریا میں عورتوں کی تعلیم	محمد تقی الدین فردوسی (مدینہ منورہ)	۳۱
(۱۱)	ایک زائر حرم سے (نظم)	محمد ثانی حسنی	۳۵
(۱۲)	ذوالقعدہ	شاہجہاں آرا، لاہور	۳۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہماری بات

تصور کی دنیا میں تھوڑی دیر کے لئے عرفات چلئے اور جذبات و کیفیات میں یک گونہ کھو جائیے، دور دور تک پہاڑیاں، بیچ میں ایک وسیع میدان، اوپر آفتاب اسکی تیزی، شباب پر، نیچے تپتی ہوئی ریت، لاکھوں انسانوں جنگل سب دو بے سلی چادروں میں ملبوس، ایک کو باندھ رکھا ہے دوسری کو بدن پر ڈال رکھا ہے، سر سب کے ننگے، آج حج کا پنجوڑ ہے، یوم عرفہ ہے، حجاج گرمی کی تیزی، بھوک پیاس اور دوسری تکلیفوں سے بے پرواہ ہو کر عبادت، تلاوت، ذکر و دعا میں مشغول ہیں اور پروانوں کی طرح جگر خون پانی کر رہے ہیں۔

انجام سے بے پرواہ آغاز سے بے گانہ
پروانے کی دنیا ہے بے تابی پروانہ

جگر

کسی کے ہاتھ میں قرآن شریف ہے، کوئی دعاؤں کی کتاب کھولے بیٹھا ہے، کوئی اس خیمہ میں کوئی اس شامیانے میں کوئی سب سے الگ خیمے سے باہر کوئی جھاڑی کی آڑ میں خالی ہاتھ اٹھائے بلک بلک کر رو رہا ہے، آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب جاری ہے، چہرے آنسوؤں سے احرام کی چادریں پسینہ سے تر بتر، لیکن کسی کروٹ قرار کسی پہلو چین نہیں، ایک مسلسل داستان ہے ایک مسلسل کہانی، زندگی بھر کی بھڑاس نکالنی ہے، کوئی کہہ رہا ہے، کوئی سن رہا ہے، ایک طرف رحمت بے پایاں

اپنا دامن پھیلائے ہے، دوسری طرف عرض شوق کا یہ عالم ؎

کسی کے سامنے وہ میری عرض شوق کا عالم ۔۔۔ مرے ذرات ہستی کا مسلسل داستاں ہونا
کبھی دریائے بیتابی کا سینے میں سمٹ آنا ۔۔۔ کبھی ہر اشک کے قطرے کا بحر بیکراں ہونا

ظہر سے عصر تک بے تابی و بیقراری، ذکر و دعا کی کثرت کا یہ عالم کہ دیکھنے والا خود بیقرار ہو بیٹھے اور خود اسکی آنکھیں ڈبڈبا جائیں، کسی کو کسی کا ہوش نہیں، حتیٰ کہ شوق کی بے خودی لوگوں کو اس حال تک پہنچا دیتی ہے۔

بیخودی شوق اور عرض تمنا اُن سے ۔۔۔ نہیں معلوم کہ منہ سے مرے کیا کیا نکلا

عصر ہوئی بے قراری اور بڑھی، بے تاب ہو کر جبل رحمت کو چلے، کارواں کے کارواں، قافلہ کے قافلہ، ہزاروں آدمی اس چھوٹی سی پہاڑی پر پہنچے، دل اور بھر آیا، آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور چیخیں نکلنے لگیں، سورج زرد ہونے لگا اور لوگوں کا یہ حال جیسے بچہ ماں کی گود میں مچل جائے، معلم پیچھے سے دامن پکڑتے ہیں اور واپس چلنے کو کہتے ہیں مگر حجاج کا یہ عالم ہٹنے کا نام نہیں لیتے ... معلموں سے اور اجازت چاہتے ہیں اور زبان حال سے کہتے ہیں ؎

کچھ رہ گئے ہیں خار و خس آشیاں ہنوز

سورج غروب ہونے کے قریب ہوا، جبل رحمت کے پتھر آنسوؤں سے بھیگ گئے، روتے روتے ہچکیاں بندھ گئیں، دلوں کا غبار ہٹا، دل ہلکے ہوئے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے اور پھر اس یقین و اعتماد سے واپس چلے ؎

دھو دیا اشک ندامت نے گناہوں کو مرے
تر ہوا دامن تو بارے پاک دامن ہو گیا

تعلیمات قرآن

مولانا محمد منظور نعمانی

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ (آل عمران ع)

ترجمہ: ۔ اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دنیا سے۔

تشریح: ۔ اس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہونچنے کی طاقت اور حیثیت رکھتے ہوں اور آیت کے آخری حصہ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی استطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آجکل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے، اس لئے اُن کے حج نہ کرنے سے اس کا تو کچھ نہ بگڑے گا البتہ اس ناشکری اور کفران نعمت کی وجہ سے یہ ناشکرے بندے خود ہی اسکی رحمت سے محروم رہ جائینگے اور ان کا انجام خدانخواستہ بہت بُرا ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ :۔

"جس کو اللہ نے اتنا دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

دُعا:۔ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ ۔ اور فرمایا

تمہارے پروردگار نے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ کہہ دو کیا

پرواہ تمہاری میرے رب کو اگر نہ ہوں تمہاری دعائیں۔

پھر دعا کے حکم کے ساتھ یہ بھی اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے بندوں سے بہت قریب ہے وہ انکی دعاؤں کو سنتا اور قبول کرتا ہے ارشاد ہے وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اور اے رسولؐ جب تم سے میرے بندے میرے متعلق پوچھیں تو (انھیں بتاؤ) کہ میں ان سے قریب ہوں پکارنے والا جب مجھے پکارے تو میں اسکی پکار سنتا ہوں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو یہ بھی بتلایا ہے کہ اپنی ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ سے مانگنا اور دعا کرنا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے بلکہ عبادت کی روح اور اسکا مغز ہے، حدیث شریف میں ہے کہ "دعا عبادت ہے"۔

فضائل ومسائل قربانی ـــــ بقیہ صفحہ (۸)

الْمُشْرِکِیْنَ ۝ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ پھر بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ[۱] کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۔ (بہشتی زیور)

[۱] اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو مِنِّیْ کی جگہ من (فلاں) فلاں کی جگہ اسکا نام لیوے

فضائل ومسائل قربانی

از حضرت مولانا تھانویؒ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں، ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہونچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے **مسئلہ** جو مسلمان اتنا مال رکھتا ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہو وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو بقرعید کے دنوں میں اس پر قربانی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت ثواب پاوے۔ **مسئلہ** دسویں سے بارھویں تک جب جی چاہے، دن میں چاہے رات میں، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں ہے کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔ **مسئلہ** بارھویں تاریخ کو سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی درست نہیں۔ **مسئلہ** بکری سال سے بھر سے کم کی درست نہیں، جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے۔ بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے

وقت چھ مہینے کے دُنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہیئے **مسئلہ** جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی جاتی رہی یا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دُم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی ہو تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ **مسئلہ** قربانی کا گوشت آپ کھائے اور اپنے رشتہ ناتہ کے لوگوں کو دیدے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے، خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے **مسئلہ** قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کردے اور یا بیچ کر اسکی قیمت خیرات کردے وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہٖ وہی پیسے خیرات کرنا چاہیئے، اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کرڈالے اور اُتنے ہی پیسے اپنے پاس سے دے دیے تو بُری بات ہے مگر ادا ہوجائیں گے۔

مسئلہ:- قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دُعا پڑھنی ضروری نہیں ہے، اگر دل میں خیال کرلیا کہ میں قربانی کرتا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کردیا تو بھی قربانی درست ہوگئی لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے۔

قربانی کا جانور قبلہ رُخ لٹا کر پہلے یہ پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ

(باقی صہ پر)

نغمۂ وحدت

ثاقب کانپوری

ہر شے سے تو ہی ظاہر اے پردہ پوش وحدت
پھولوں میں رنگ تو ہے رنگیں ہے تجھ سے فطرت
حُسن سیہ دیا ہے لیلائے شب کو تو نے
چمکا دیا جمال زیبائے شب کو تو نے
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

سورج کی طلعتوں میں تیرا جمال پنہاں
روئے قمر میں تیرا حسنِ جمال پنہاں
قدرت ہے تیری ظاہر اشجار کی نمو سے
روشن ہے حُسن عریاں پھولوں کے رنگ و بُو سے
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

نورِ جمال تیرا رنگ شفق سے پیدا
ذکرِ جمیل تیرا ہر ہر ورق سے پیدا
قدرت کی تیری شاہد صحرا کی وسعتیں ہیں
عظمت پہ تیری نازاں مستی کی عظمتیں ہیں
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

تو نے صدف کے اندر پیدا کیا گہر کو
اوجِ فلک سے اونچا پہنچا دیا بشر کو
بُلبل کے دل کو تو نے سوز و گداز بخشا
کوئل کو درد دیکر نغموں کا ساز بخشا
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

تاروں کی دلکشی میں رنگینیٔ سحر میں
جنگل کی ہستیوں میں وادی کے شور و شر میں
تیرے نشاں ہیں مضمر اے تاجدارِ وحدت
کبتک چھپی رہے گی پردے میں تیری صورت
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

ثاقب نے تجھ کو اپنے تاریک دل میں پایا
سر کو جھکا کے تیری وحدت کا گیت گایا
عرفاں نے تیرے اسکو بیخود بنا دیا ہے
تو کس لئے پھر اپنی صورت چھپا رہا ہے
وہ کون ہے جو تجھ کو پہچانتا نہیں ہے

اسراف کے بجائے انفاق

اختری بیگم مولانا عثمان قاسمی جلیل

اسلام نے ہر امر، ہر بات اور ہر چیز میں اعتدال، توسط اور درمیانی روش کو پسند کیا ہے، اسلام سے قبل اہل عرب اسراف، بذر، فضول اور بیجا خرچ کو فیاضی اور سخاوت کا نام دیے ہوئے تھے، کبھی نشہ کے ترنگ میں اپنے کل مال کو فخریہ لٹا دیتے کبھی نمود و نمائش میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کے لئے لوٹ مار کر مال جمع کرتے اور بیک وقت احباب کی دعوت میں خرچ کر ڈالتے، اسلام نے اُسے ایک شیطانی فعل قرار دیا اور قرآن میں صاف صاف اعلان کر دیا گیا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ، بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، دوسری جگہ قرآن نے کہا ہے "کھاؤ پیو اور فضول خرچی سے بچو، اس لئے کہ اللہ فضول خرچ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا ہے" اگر آج ہم اپنے معاشرہ، سماج، ماحول اور سوسائٹی پر غور کریں تو خوشی و غمی کی تقریبات شادی بیاہ اور ختنہ و عقیقہ کے رسومات میں کیا جہالت عرب کے دور کو زندہ نہیں کر رہے ہیں، خاص کر ہماری بہنیں ان تقریبات میں رسومات و واہیات خرافات کو برتتی ہی نہیں ہیں بلکہ نئی نئی رسمیں ایجاد بھی کرتی رہتی ہیں اور ان رسومات و رواج کے سلسلے میں جو بیجا اور فضول خرچیاں

کرتی ہیں اسے بُرا بھی نہیں سمجھتیں بلکہ بہتر اور اچھا خیال کرتی ہیں اور اس کے لئے پاس میں پیسے نہ ہوں تو مردوں کو قرض لینے پر مجبور کرتی ہیں تاکہ نمود و نمائش میں کمی نہ ہونے پائے اور دوسری عورتیں منہ نہ آئیں صحیح معنوں میں نمود و نمائش ریا و دکھاوا میں بیجا اور فضول خرچ کر کے اپنے کو آئندہ کے لئے محتاج و ذلیل بنانا ہے، کاغذ کے پھول خوشبو نہیں دے سکتے ہیں اور تھوڑی دیر کی برتری اور ڈینگ انسان کو اصلی اور دائمی عزت و سربلندی نہیں دے سکتی۔ اس لئے ہمیں فخر و ریا، اسراف و بیجا صرف سے بچنا چاہیئے، ورنہ سوائے دینی و دنیاوی خجالت کے کچھ حاصل اور فائدہ نہ ہوگا۔

جہاں تک انفاق فی سبیل اللہ اور خدا کے راستے میں خدا کے بندوں پر خرچ کرنے کا سوال ہے اسلام اس سلسلے میں تمام مذاہب سے پیش پیش ہے بلکہ جتنا اسلام نے انفاق پر زور دیا ہے کوئی مذہب اور کوئی ملت اسکی نظیر نہیں پیش کر سکتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اس پر شاہد ہے، مدنی زندگی میں آپ کے پاس ہزاروں اور لاکھوں دراہم غنیمت کے آئے، لیکن آپ نے سب کو تقسیم فرما دیا اور اپنے اور گھر والوں کے لئے ایک درہم تک رکھنا گوارا نہیں کیا، مال غنیمت کی کثرت کے باوجود جب سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اس وقت سے وفات تک آپ نے اور آپ کے گھر والوں نے کبھی مسلسل تین رات، بھر پیٹ گیہوں کی روٹی نہ کھائی، ازواج مطہرات کو ہمیشہ سختوں اور بدیوں کی تاکید فرمایا

کرتے اور دیگر صحابیات سے بھی خصوصیت کے ساتھ فرماتے "اگر کوئی عورت اپنی پڑوسن و ہمسایہ کو بکری کا ایک کھُر ــ بھی دے سکتی ہو تو اُسے بھی حقیر نہ سمجھے اور عار نہ محسوس کرے"، حتیٰ کہ اگر اس کی بھی گنجائش نہ ہو تو شوربے ہی میں پانی بڑھا کر پڑوسن کی خبر لے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کی اولاد تو اللہ کے راستے میں خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا"

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

یہی وجہ تھی کہ تمام صحابہ و صحابیات اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں فرماتے تھے، کوئی سائل ان کے در سے محروم نہیں جاتا تھا، خود بھوکے رہ جاتے لیکن کسی مانگنے والے کو کبھی محروم نہیں فرماتے، حضرت ابوذر تو مال کا جمع رکھنا ہی حرام سمجھتے تھے، حضرت سلمانؓ مدائن کے گورنر تھے، پانچ ہزار مشاہرہ تھا، جب تنخواہ ملتی کُل خیرات کر دیتے اور خود چٹائی بن کر گزر بسر کرتے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے سات لاکھ درہم میں ایک زمین بیچی اور سب ایک ہی شب میں غربا و مساکین میں تقسیم فرما دیا۔ حضرت معمر ابن سعدؓ کا یہ حال تھا کہ خیرات کرنے کے لئے اپنے پاس پیسے نہ ہوتے تو قرض لے کر خیرات کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے ایک بار ایک حاجتمند صحابی سے فرمایا کہ اگر اس وقت میرے پاس دس ہزار درہم بھی ہوتے

تو میں آپ کو سب دے دیتی، اتفاق سے اسی شام حضرت معاویہؓ نے دس ہزار درہم ان کے پاس بھجوائے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا، کتنی جلد خدا نے میری آزمائش کی ہے اور اسی وقت ان صحابی کو بُلوا کر کُل رقم ان کے حوالہ کر دی، اس طرح کے ہزاروں واقعات ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں، اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ہے کہ ہمارا خرچ و انفاق صرف اللہ کے لئے ہو، خود غرضی اور مفاد دنیا یا غرباء و مساکین پر احسان دھرنے کے لئے نہ ہو ورنہ نیکی برباد گناہ لازم، نیز اللہ طیب اور پاکیزہ مال ہی کو قبول کرتا ہے، اس لئے خدا کی راہ میں پسندیدہ چیزیں ہی مقبول ہوں گی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے آمین

زادِ سفر

مترجمہ :ــ امۃ اللہ تسنیم
مقدمہ :ــ علامہ سید سلیمان ندویؒ

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال، اخلاق اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے، یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے، ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات مع ترجمہ، پھر احادیث ہیں ــــ مکمل مجلد آٹھ روپے (شے)

ملنے کا پتہ :ــ مکتبہ اسلام ۳۷، گوئن روڈ، لکھنؤ

ڈاکٹر مصطفےٰ السباعی (شام)
ترجمہ: سید محمد اجتباء ندوی

عورت، تاریخ کے مختلف دَور میں

ہندستان میں :—

ہندستان کے قدیم علماء کا خیال تھا کہ انسان بغیر عائلی اور خاندانی رشتوں اور تعلقات سے دست بردار ہوئے علم و دانش نہیں حاصل کرسکتا ہے۔

مانو کے قانون نے عورت کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ اپنے باپ، شوہر یا لڑکے سے آزادی حاصل کرسکے، ان سب کے وفات پاجانے کے بعد بھی اسے اپنے شوہر کے کسی عزیز کے ماتحت زندگی گزارنا لازمی تھا، اور وہ زندگی بھر کسی تصرف کی اہل نہیں ہوسکتی تھی، اور شوہر کی موت کے بعد اسے زندہ رہنے کا حق نہیں دیا گیا تھا بلکہ اسے اپنے شوہر کے ساتھ موت کا جام نوش کرنا پڑتا تھا اور ایک ہی چتا پر شوہر کے ساتھ ستی ہوجانے پر مجبور تھی۔ سترھویں صدی تک یہ رواج جاری رہا، جب کہ پنڈتوں کی ناراضگی اور ناپسندیدگی کے باوجود یہ رواج ختم کیا گیا۔

ان کے یہاں عورت دیوتاؤں کے لئے بطور بھینٹ اور چڑھاوے کے پیش کی جاتی تھی تاکہ وہ راضی رہیں، یا بارش اور روزی کے لئے حکم نافذ کردیں۔

ہندستان کے بعض قدیم علاقوں میں ایک درخت تھا، اس علاقہ کے

لوگ ہر سال اس درخت کو ایک نوخیز لڑکی پیش کرتے تھے، جسے وہ اپنی پیٹ میں لے کر ہضم کرجاتا تھا۔

یہودیوں میں :—

یہودیوں کے بعض فرقوں نے لڑکی کو خادم کا رتبہ دے رکھا تھا، اور اس کے باپ کو اسے نااہلی کی سزا میں فروخت کردینے کا حق تھا، اسے وراثت میں کوئی حصہ نہیں دیا گیا تھا، اِلّا یہ کہ باپ کے کوئی نرینہ اولاد نہ ہو، یا اپنی زندگی میں باپ کچھ ہبہ کردیتا۔

لڑکا ہونے کی صورت میں جب لڑکی میراث سے محروم کردی جاتی تھی تو اگر باپ نے کوئی غیر منقولہ جائداد چھوڑی ہوتی تو اس سے لڑکی کو اخراجات اور شادی کے وقت مہر ادا کی جاتی تھی، لیکن اگر منقولہ جائداد چھوڑ کر وفات پاتا تو لڑکی کو کچھ بھی نہیں ملتا تھا، خواہ وہ دولت کے انبار اور ڈھیر چھوڑ کر دنیا کو خیرباد کہتا۔

یہود عورت کو لعنت سمجھتے ہیں، کیونکہ اس نے آدم (علیہ السلام) کو گمراہ کیا تھا، توریت میں مذکور ہے:

"عورت موت سے زیادہ تلخ ہے، اللہ کے دربار میں ہزار میں ایک آدمی ضرور نجات پاجائے گا لیکن ان نجات یافتہ لوگوں میں عورت نہیں ہوسکتی"

عیسائیوں میں :—

رومی سوسائٹی کے فسق و فجور اور منکرات اور اس کے نتیجہ میں سوسائٹی

جس بدترین اخلاقی گراوٹ کا شکار تھی اس نے عیسائی مذہب کے داعیوں اور مصلحین کو حیرت زدہ بنا دیا تھا، انھوں نے ان سب چیزوں کا ذمہ دار عورت کو قرار دیا، کیونکہ وہ محفلوں میں شریک ہوتی تھی اور تفریحی پروگراموں سے جس طرح چاہتی تھی، میل جول رکھا کرتی تھی، اس لئے انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ شادی بڑی گھناؤنی چیز ہے، اس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

مقدس "ٹرٹولیاں" نے کہا ہے کہ :

"عورت قلب انسانی تک پہونچنے کے لئے شیطان کا زینہ ہے
اور وہ اللہ کے قوانین کو توڑنے والی اور اللہ کی شکل (انسان) کو
بگاڑنے والی ہے۔"

اور "مقدس گوستام" نے کہا ہے کہ :

"عورت ایسی برائی (شر) ہے کہ جس سے نجات نہیں، اور ایک
دلکش اور مرغوب آفت ہے اور گھر و خاندان کے لئے خطرہ ہے
اور محبوب جان لیوا ہے اور چمک دار و دلآویز مصیبت ہے"

اور پانچویں صدی میں (ماکون) اکاڈمی نے اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے اپنی کونسل بلائی کہ :

"آیا عورت بے روح انسانی ڈھانچہ ہے ؟ یا اس میں روح ہے؟"

آخر میں بڑی بحث و تمحیص کے بعد اس نتیجہ پر پہونچے کہ وہ عذاب جہنم سے نجات دہندہ روح سے خالی ہے، اس سے حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی والدہ مستثنیٰ ہیں۔

مغربی قوموں نے جب عیسائی مذہب کو اختیار کیا تو عورت کے متعلق پادریوں کے نقطۂ نظر نے ان پر گہرا اثر ڈالا، اور فرانسیسیوں نے سنہ ۵۸۶ء (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد شباب میں) میں ایک کانفرنس کی تاکہ یہ غور کریں کہ عورت انسان تصور کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اور آخر میں یہ فیصلہ کیا کہ ہاں وہ انسان تو ہے لیکن صرف مرد کی خدمت کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ انگریزی قانون نے سنہ ۱۸۰۵ء تک مرد کو اجازت دے رکھی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو فروخت کر سکتا ہے اور [illegible]ی کی قیمت چھ پنس (نصف شلن = ۴؍ مقرر کی تھی، اور سنہ ۱۹۳۱ء میں لطیفہ پیش آیا کہ ایک انگریز نے اپنی بیوی کو پانچ سو جنیہ اسٹرلینی میں فروخت کر ڈالا، اور عدالت میں اس کے دفاعی وکیل نے کہا کہ :

"ایک صدی قبل انگریزی قانون نے مرد کو اپنی بیوی کے فروخت
کرنے کا حق دیا تھا اور سنہ ۱۸۰۱ء میں انگریزی قانون نے
بیوی کی قیمت چھ پنس مقرر کی تھی بشرطیکہ یہ خرید و فروخت بیوی
کے اتفاق اور رضامندی سے ہو، اس پر عدالت نے یہ جواب
دیا کہ اس قانون کو سنہ ۱۸۰۵ء میں ختم کر کے یہ قانون بنایا گیا تھا
کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو نہ فروخت کر سکتا ہے اور نہ اس سے
دست بردار ہو سکتا ہے اور تھوڑی بحث و تمحیص کے بعد عدالت
نے بیوی فروخت کرنے والے کو چھ ماہ کی قید کا حکم سنایا۔"

اور گزشتہ سال ایک ایٹالوی نے اپنی بیوی کو قسطوں پر فروخت کر ڈالا اور جب خریدار نے آخری قسطیں ادا کرنے سے انکار کیا تو فروخت کرنے والے شوہر نے اسے قتل کر ڈالا۔

(حضارۃ الاسلام سال دوم ص ۱۰۷۸)

اور جب اٹھارویں صدی کے آخر میں فرانسیسی انقلاب آیا تو اس نے انسان کی غلامانہ اور ذلت آمیز زندگی سے آزادی کا اعلان کیا، لیکن عورت اس شفقت اور انصاف سے محروم رہی، کیونکہ فرانس کے سوشل قانون نے یہ تصریح کی کہ غیر شادی شدہ عورت اپنے ولی کی رضامندی کے بغیر کسی کاروباری معاملہ کی اہل نہیں ہے، اور اس نے یہ تصریح کی کہ تصرف کے اہل مندرجہ ذیل لوگ نہیں ہیں: بچہ، پاگل اور عورت! اور یہ قانون ۱۹۳۸ء تک لاگو تھا، اس کے بعد عورت کے حق میں کچھ ترمیمیں کی گئیں،

اسلام سے پہلے جزیرۂ عرب میں:-

اسلام سے پہلے جب ہم عرب سوسائٹی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم عرب عورت کو بہت سے حقوق سے محروم پاتے ہیں، اس کو ترکہ میں کوئی حق نہیں تھا اور نہ شوہر پر اس کا کوئی حق تھا، اور طلاق کی کوئی محدود تعداد نہیں تھی، اور تعدد زوجات پر نہ کوئی پابندی تھی نہ کوئی تعداد مقرر تھی اور نہ کوئی ایسا ضابطہ اور نظام تھا جس سے شوہر کو بیوی پر ظلم و زیادتی سے باز رکھا جا سکے اور اسی طرح عورت کو اپنے شوہر کے انتخاب کرنے کا حق حاصل نہیں تھا، صرف عرب شرفاء اور سردار اپنی بیٹیوں سے ان کے شادی

بیاہ کے بارے میں مشورہ کرتے تھے، جس کا ہمیں بعض تاریخی قصوں سے پتہ چلتا ہے اگر وہاں کوئی شخص وفات پاتا اور اس کی بیوی اور دوسری کسی بیوی سے کچھ لڑکے ہوتے تو اس بیوی کا حقدار صرف بڑا لڑکا ہوتا تھا اور اسے وہ اپنے باپ کے دوسرے مال و دولت کی طرح ترکہ تصور کرتا تھا، اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہتا تھا تو کوئی کپڑا اس کے اوپر ڈال دیتا تھا ورنہ وہ جس سے چاہتی شادی کر لیتی تھی۔

عرب لڑکی کی پیدائش سے بدشگونی لیتے تھے اور وہاں کے بعض دوسرے قبائل فقر و فاقہ کے ڈر سے لڑکیوں اور عام لڑکوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے لیکن عربوں میں اس کا عام رواج نہیں تھا بلکہ بعض قبیلے ایسا کیا کرتے تھے اور قبیلۂ قریش اس منحوس عادت سے پاک تھا۔

ہمارے حضورؐ :- مؤلفہ آمنہ اللہ تسنیم صابر

بچوں کے لئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے، بچوں کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہے، یہ کتاب آمنہ اللہ تسنیم صاحبہ معاون ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے۔ قیمت ایک روپیہ پچاس نئے پیسے

مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ۔ لکھنؤ

ناھید دردانہ

مدینے والے

تیری الفت مرا ایمان مدینے والے
تجھ پہ قربان مری جان مدینے والے

ہو گیا ذکر ترا ہر دو جہان میں ارفع
اللہ اللہ تری شان مدینے والے

تیری گفتار میں پوشیدہ ہیں اسرارِ حیات
تیرا کردار ہے قرآن مدینے والے

جگمگاتے ہوئے اس زیست کے افسانے کا
تیری ہی ذات ہے عنوان مدینے والے

تو نہ ہوتا تو زمانہ میں اندھیرا ہوتا
تجھ سے ہے نور کا سامان مدینے والے

اپنی معراج سے کچھ اور بڑھا دی تو نے
عظمتِ رہبرِ انسان مدینے والے

مرحلے زیست کے جتنے بھی تھے دشوار طلب
تو نے ان کو کیا آسان مدینے والے

ہو کے اک اُمّی لقب تو نے لٹائی کیا کیا
دولتِ حکمت و عرفان مدینے والے

غم و آلام کی ماری ہوئی اس دنیا کا
تیرے ہی پاس ہے درمان مدینے والے

اُم جمیلہ، الہ آباد

مُسلمان ماؤں کی ذمّہ داریاں

کل یوم آخرت، ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا بادشاہوں سے رعایا کا، حاکموں سے ماتحتوں کا، آقا سے غلام کا، شوہر سے بیوی کا، بیوی سے شوہر کا، اُستاد سے شاگرد کا، والدین سے اولاد کا۔ جو لوگ اپنی ذمہ داریوں اور حقوق کی ادائیگی سے سُبک دوش ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی سے سُرخرو ہوں گے اور جن لوگوں نے اپنی ذمہ داریوں سے غفلت برتی، اُن سے پرسش ہوگی ——— اُس وقت پچتانا بے سود اور پشیمانی لاحاصل ؎

کرنا ہے جو وہ آج کر کل کی بھلا کس کو خبر

ایسے نازک دَور اور آزادی کے زمانہ میں مسلمان مائیں بغیر سوچے سمجھے اپنی لختِ جگر کو، اسکولوں اور کالجوں کے سپرد کر کے اپنے تمام فرائض اور ذمہ داریوں سے آنکھیں بند کر کے مطمئن ہو جاتی ہیں، اگر اہتمام و خیال رہا تو بس اس کا کہ کوئی نقل و حرکت مغربی تہذیب و تمدن کے خلاف نہ ہونے پائے جس سے سوسائٹی میں شرمندگی ہو۔

یہ نہیں سوچتیں کہ میں مسلمان ہوں، اپنے خالق کے بھیجے ہوئے حکم کی پابند ہوں، اوروں کی طرح بے لگام نہیں ہوں کہ جو چاہوں کروں جس طرح چاہوں رہوں، اسکی فکر نہیں ہوتی کہ میرے خالق نے زندگی بسر کرنے کے لئے ضابطہ قانون بنا کر کتاب کی صورت میں ہم کو بخشا ہے، اسی کی روشنی میں چل کر اپنی زندگیاں سنواریں، جس میں کسی طرح کا نقصان نہیں، خدا کے حکم کے خلاف کروں گی تو کل قیامت کے دن خدا کی مجرم بنوں گی۔ اللہ تعالےٰ نے ہر مسلمان مرد و عورت پر علم دین کا حاصل کرنا فرض کر دیا ہے تاکہ کوئی مسلمان اللہ سے اور اس کے احکام سے ناواقف نہ رہے، مگر ضرورتاً کوئی اور علم اور ہنر سیکھنے کو منع بھی نہیں فرمایا۔ مگر اس کا یہ مقصد نہیں کہ فرض کو ترک کر کے، خدا کے احکام کو پس پشت ڈال کر دنیا کا علم و ہنر حاصل کر لیں

ماں باپ کے فرائض | لڑکوں اور لڑکیوں کو اسکول اور کالجوں میں داخل کرنے سے ماں باپ کی ذمہ داریاں زیادہ بڑھ جاتی ہیں، آجکل کی تعلیم کانٹوں سے پھول، شعلوں سے روشنی لینے کے مثل ہے، کالجوں میں داخل کرنے سے پہلے آپ پر فرض ہے کہ بچوں کے عقائد درست کرائیے اچھے اعمال سے ان کو سنوارئیے، خدا رسول کے احکام ذہن نشین کرائیے، اسلامی حقوق سے آگاہ کیجیے، اسلامی معاشرت سے واقف کیجیے، اسلامی تاریخ سے باخبر کیجیے، اسلامی اخلاق تہذیب بتائیے تاکہ برائی بھلائی میں فرق کر سکیں، خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اسلامی

تہذیب و تمدن برقرار رکھتے ہوئے دنیا کا علم و ہنر سکھانا ہے، کیونکہ کل خدا کے سامنے زندگی بھر کے اعمال کا جواب دینا ہے۔

لڑکیوں کی صلاحیت | اپنی اولاد کے عادات، اطوار اور طبیعت سے ماں باپ خوب واقف ہوتے ہیں، اگر لڑکیوں میں اطاعت، فرمانبرداری، ایمان داری، سچائی، نیکی کے جوہر پائے جاتے ہوں تو ان صلاحیتوں کے پیش نظر داخلے کی فکر کرنی چاہیئے،

کالج کی تلاش | پھر کالج کی فکر کرنا چاہیئے، شہر میں کوئی ایسا اسکول کالج ہو، جہاں مسلمان اُستانیاں اور طالبہ زیادہ تعداد میں ہوں، اُستانیاں شریف، با اخلاق ہوں، اسلامی تہذیب، معاشرت اور مسلمان لڑکیوں کی عزت قدر کر سکیں، اور لڑکیوں کی اخلاقی اصلاح اور پردے کا خاص اہتمام ہو، فیشن پرستی، آزادی اور عریانیاں بدرجہ کی ممانعت ہو۔

آپ کی ذمہ داریاں | آپ بھی ان کی تعلیم میں پوری دلچسپی لیجیئے، لڑکیوں کے اسکول کا کام، مضمون نویسی، صفائی اور نمبر وغیرہ برابر دیکھتی رہیئے اگر اچھا کام کیا ہو، اچھے نمبر ملے ہوں تو ہمت افزائی کیجیئے اور اگر ٹھیک کام نہ کیا ہو تو خفگی کا اظہار کیجیئے، سمجھائیے۔ لڑکیوں کے کمرے کا، کتاب کاپیوں، اور الماریوں کا وقتاً فوقتاً آپ خود جائزہ لے لیا کیجیئے، تاکہ آپ کو معلوم رہے کہ کن کن چیزوں کی ضرورت ہے اور کیا چیز بلا ضرورت ہے، غیر ضروری چیزوں پر باز پرس کیجیئے۔ کتاب، کاپیاں، گندی

خراب تو نہیں ہیں، ایسی صورت میں لڑکیوں کی تمام چیزوں پر نظر رہے گی اور کسی کام سے آپ لاعلم نہ رہیں گی، یہ آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اس سے ہرگز غفلت نہ برتنا چاہیئے، ان معمولی غفلتوں سے اکثر فتنے پیدا ہو جاتے ہیں، بعد میں جن کا روکنا مشکل ہو جاتا ہے

سہیلیاں یہ ایک اہم مسئلہ ہے، اس امر میں آپ کو خاص توجہ کی ضرورت ہے، لڑکیوں سے دریافت کرتی رہیئے کہ تمہاری کتنی سہیلیاں ہیں، کس قسم کی ہیں، اخلاق میں اور نیکی میں کون سب سے بہتر ہیں کس قسم کی باتیں ہوتی ہیں، جس لڑکی میں اچھی عادتیں اور باتیں معلوم ہوں انکی تعریف کیجیئے، جن لڑکیوں کی عادتیں خراب سنیئے تو ان بری عادتوں کی برائی کیجیئے — جو سہیلیاں گھر پر ملنے آئیں خود ان کی خاطر کیجیئے اپنے پاس بٹھائیے، ان کی باتوں میں دلچسپی لیجیئے، علمی، مذہبی، اخلاقی اور حالات حاضرہ پر تبادلۂ خیال کیجیئے، اخلاقی لطیفے اور حکایتیں سنائیے، اس طریقہ سے معلوم ہو جائے گا کہ یہ لڑکیاں کس خیال اور کس طبیعت کی ہیں اگر اچھے خیال نیک مزاج کی لڑکیاں ہوں تو ان سے اپنی لڑکیوں سے ملنے اور تعلقات رکھنے دیجیئے۔ جو لڑکیاں آزاد خیال، خراب طبیعت کی ہوں اپنی لڑکیوں کو ان سے ہرگز نہ ملنے دیجیئے، ان کی خراب عادتوں کی برائیاں بتائیے، سمجھائیے تاکہ ان عادتوں سے آپ کی لڑکیوں کو نفرت ہو جائے، لڑکیوں کو تنہا ہرگز نہ ملنے دیجیئے کیونکہ جب چند لڑکیاں ایک جگہ جمع ہوتی ہیں تو دوسری لڑکیوں کی خوب غیبتیں کرتی ہیں کہ اس کی

چال ایسی ہے، اس کا لباس ایسا ہے فلاں کی آنکھ ایسی ہے فلاں کی ناک موٹی ہے، اس کے ہونٹ موٹے ہیں، وہ بالکل باونی ہے، وہ اتنی موٹی ہے جیسے فٹ بال۔ اگر کسی کی تعریف بھی ہوئی تو اس طرح کہ وہ کتنی حسین ہے، اس کی ادا کتنی پیاری ہے، وہ کتنی بھولی ہے، کسی کے لباس کا مذاق، کسی کے سنڈل، زیور کا تذکرہ، کسی کے بناؤ سنگار کی نقل، کبھی سنیما کی کہانی بیان ہو رہی ہے تو کوئی ناولوں کی تعریف میں مگن ہے، کوئی مغربی معاشرت سے سہیلیوں کو مرعوب کرنے میں مشغول ہے، کہیں لڑکیوں کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں، کہیں سیر تفریح کے وعدے ہو رہے ہیں، بے پڑھی لڑکیوں کا مذاق اڑایا جا رہا ہے کالج کی لڑکیوں کو ہنسی بھی اس قدر آتی ہے کہ خدا کی پناہ نہ بڑوں کا ادب نہ چھوٹوں کا لحاظ، ہنسی کا وہ طوفان آتا ہے اور قہقہے بلند ہوتے ہیں کہ رُکے نہیں رُکتے، سر راہ جدھر دیکھو ٹھی ٹھی، کھی کھی کرتی چلی جا رہی ہیں۔ ان سب باتوں کی آپ کو پوری نگرانی کرنا چاہیئے ان ناشائستہ حرکتوں سے روکنا چاہیئے اور سمجھانا چاہیئے، افسوس ہے ان پڑھی لکھی لڑکیوں پر کہ جو الزام بے پڑھی لڑکیوں پر عائد کرتی ہیں وہ خود ان جہالتوں میں مبتلا ہیں، بے پڑھی اور تعلیم یافتہ لڑکیوں میں کیا فرق ہوا؟ بس فرق اتنا ہے کہ بے پڑھی لڑکیوں کے سوچنے سمجھنے کا طریقۂ کار محدود ہے، اور کالج کی لڑکیوں کے طرز عمل کی معلومات لامحدود، اگر جاہلانہ عادتیں ترک نہ کی جائیں تو وہ لڑکیاں جاہل سے بدتر ہیں کیونکہ

(باقی مضمون ص ۳۰ پر)

ثریا ہمدان (مصر)

پیاری بیٹی

مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ ہمیشہ نیا تعلیمی سال شروع ہونے کے موقع میں تم کو مبارک باد دیا کروں اور اس طرح تم سے مخاطب ہوا کروں: "نیا سال مبارک ہو، اللہ تمھیں خوش اور بامراد رکھیں۔

اس سال ہائی اسکول کے امتحان میں کامیابی پر تمھیں ہزاروں مبارک باد، پیاری بیٹی! آج میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں ہے، جب کہ میں اپنے پرانے خوابوں کو شرمندہ تعبیر ہوتا ہوا دیکھ رہی ہوں اور دیکھ رہی ہوں کہ تم کس شان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے یونیورسٹی میں داخلہ لے رہی ہو، اور تم میری زندگی کی ایک قیمتی تمنا کو پوری کر رہی ہو، جس کے لئے ہم نے پوری جد و جہد کی، اللہ کا شکر ہے اور ہزار شکر ہے کہ اس نے ہماری کوششوں کو کامیابی کا سہرا پہنایا، تم کو علم کی دولت دے کر، اور مجھے تمھارا نگراں اور سرپرست بنایا۔

تم کو یاد ہوگا کہ ہم ہر نئے تعلیمی سال کے موقع پر ایک دوسرے سے ایسی باتیں کیا کرتے تھے جس میں سراپا محبت و اخلاص، خیر خواہی اور اطاعت شعاری کے ملے جلے جذبات ہوتے تھے، تمھارے سامنے میں اپنے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے الفاظ دُھراتی تو تم بے پناہ

محبت اور تابعداری کے جذبے سے سُنتی تھیں، اور تم آخر میں یہ کہا کرتی تھیں، امی جان! آپ کے یہ الفاظ میری زندگی کے لئے مشعل راہ ہیں اور میرے لئے وہ زادِ سفر ہے جس سے میں کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتی،

آج پھر ایک نیا تعلیمی سال شروع ہونے والا ہے لیکن تم میری نگاہوں سے بہت دُور، ایک ایسے شہر میں ہو، جہاں سے صرف تمھارے دل کی دھڑکنیں تو میں سُن سکتی ہوں مگر تمھاری صورت دیکھنے سے میں قاصر ہوں، یہ طویل فاصلہ، یہ لمبی مسافت! سوچتی ہوں تو بے قرار ہو جاتی ہوں، لیکن یہ سب کچھ تمھارے اس علم کی راہ میں گوارا ہے جس کو حاصل کرنے کے لئے تم ہم سے جدا ہوئی ہو، آؤ آج پھر ہم ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھ کر کچھ سرگوشیاں کریں، شاید میرے دل کا بوجھ اس طرح کچھ ہلکا ہو جائے اور تم کو بھی اس سے کچھ فائدہ پہونچے، چند باتیں لکھ رہی ہوں:-

(۱) اپنے دین و اخلاق پر پوری طرح قائم رہو، میں نے تم کو بچپن سے اللہ کی اطاعت اور اس کے خوف کا درس دیا ہے اور دین کے احکام پر جمے رہنے کی تعلیم دی ہے، اس لئے ایسا نہ ہو کہ اس نئی زندگی کے مشاغل اور پڑھنے لکھنے کے کاموں میں تم منہمک ہو کر اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے دین کی باتوں سے غافل ہو جاؤ زندگی کی طویل اور پُر پیچ راہوں میں دین سے بہتر کوئی اور رفیق نہیں ہے، یاد رکھو۔

(۲) حق اور بلندی کے معاملہ میں اپنے اصول اور اعلیٰ قدروں کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے، میں نے ہمیشہ تم کو ایک حساس دل رکھنے والی لڑکی پایا جو خیر اور بھلائی کو اس لئے اپناتی رہی کہ وہ اس کے نزدیک سب سے بڑی انسانی قدر ہے، اور جو برائیوں سے اس لئے نہیں بچتی تھی کہ اس کو کسی سزا کا خوف نہ تھا بلکہ صرف اس لئے کہ اسکا حساس ضمیر اس پر کسی طرح آمادہ نہ تھا۔

(۳) اپنے اختیارات اور کاموں میں اعتدال کی راہ پر قائم رہو، اسلئے کہ اس طرح کی طالب علمانہ زندگی اس بات کی متقاضی ہے کہ وہ کسی دباؤ اور اثر کے بغیر بہت زیادہ سنجیدہ رہے، تم جانتی ہو کہ بہتر کام وہی ہے جو اعتدال کے حدود میں رہ کر کیا جائے۔

(۴) لباس اور کپڑوں کے معاملہ میں حیادار بن کر رہو، اس لئے کہ اگر تمہارا لباس عریاں ہوا تو اس سے تمہاری شخصیت، تمہارے ماحول اور تربیت کا بہت غلط اثر پڑے گا اور ایسی صورت میں لوگ تمہاری طرف ایسی باتیں منسوب کرنے لگیں گے جو تمہارے اندر نہیں ہوں گی اسی طرح اگر تم حد سے زیادہ حیادار اور ضرورت سے زیادہ شرمیلی بن گئیں تو لوگ تم پر جہالت اور بے وقوفی کا الزام رکھنے لگیں گے۔

(۵) اپنا احترام تم خود کرو، اور اپنے ضمیر کو محاسب اور نگراں بناؤ اس لئے کہ یونیورسٹی کی زندگی تمہارے لئے بالکل ایک نئی زندگی ہے، یہاں مخلوط تعلیم کا رواج ہے جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں

ایک ہی بنچ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں، ان کے بہت سے اجتماعی ثقافتی اور کھیل کود کے کام مخلوط ہی طور پر انجام پاتے ہیں، یہاں کی یہ مخلوط زندگی اُس اسکولی زندگی سے بہت مختلف ہے جسکی چہار دیواری میں رہ کر اُستانیوں کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی ہے اور جہاں دُور سے دور تک لڑکے اور لڑکیوں کے براہ راست اختلاط کا پتہ نہ تھا لیکن آج تمہاری زندگی کا وہ نقشہ نہیں ہے، یہاں چہار دیواری اور اُستانیوں کی نگرانی نہیں ہے، یہاں تمہارا ضمیر ہی وہ چہار دیواری اور تمہاری اخلاقی قدریں وہ اُستانیاں ہیں جن کی سرپرستی اور حفاظت میں تم رہ سکتی ہو۔

(۶) کبر و غرور سے بہت دُور رہو، لڑکی کا حُسن جس قدر تواضع میں ہے کبر اور غرور میں ہرگز نہیں ہے اور جہاں کبر زندگی میں داخل ہوا تمام دوست اور ساتھی ساتھ چھوڑ بیٹھتے ہیں اور وہ ان کا مرکز نفرت و حقارت بن کر رہ جاتی ہے، اس کے سوا کبر ناکامی کی سب سے بڑی علامت ہے۔

(۷) طریق سے پہلے رفیق کا انتخاب کرو اور انھیں لڑکیوں کو سہیلی بناؤ جو تمہاری ہم عمر، ہم مزاج ہوں اور جن میں اخلاق و محبت کی قدریں موجود ہوں، اسی طرح وہ اجتماعی اور اقتصادی معیار میں تم سے بلند نہ ہوں۔

(۸) اپنے اوقات کو تعلیم اور فرصت کے مابین تقسیم کر لو اسلئے کہ زندگی

محض کام یا محض کھیل کا نام نہیں ہے، اس بات کی پوری کوشش کرو کہ اپنی فرصت کے اوقات کو کسی مفید کام میں لگاؤ جس میں تمہارے مستقبل کا خیر مضمر ہو اور تم آئندہ ایک بہتر گھریلو سرپرست بن سکو۔ مثلاً سینے پرونے یا عمدہ کھانے پکانے کے طریقے سیکھو، یا اسی طرح کی اور دوسری ضروری چیزیں جن سے تم کو سابقہ پڑنے والا ہے۔

(۹) اپنی صحت کا بڑا خیال رکھو، اس کے لئے اچھی غذا اور آرام کا اہتمام کرو، اس لئے کہ تندرستی ہی پر علم و فن کا دار و مدار ہے۔

(۱۰) ہمیشہ میرے پاس خط لکھا کرو اور اپنے دل کے احساسات کو ظاہر کرنے میں کوئی عار نہ سمجھو، دوسرے لوگوں کے ساتھ سچائی اور صاف گوئی کا معاملہ رکھو، مجھ سے بھی اپنی کوئی بات چھپانے کی کوشش نہ کرو، کہ میں تمہاری وہ مہربان ماں ہوں جس نے تم کو اپنے پہلو میں رکھ کر پالا ہے اور تمہارے غموں کا مداوا تلاش کیا ہے، اس لئے یقین رکھو میں تم کو ہر بات میں مخلصانہ مشورہ دوں گی اور راستہ کے کانٹوں سے تم کو ہمیشہ بچاتی رہوں گی، تمہارا مجھ سے زیادہ ہمدرد اور خیر خواہ کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ والسلام ——— تمہاری ماں

(بقیہ مضمون ص ۲۵) ان کے ساتھ نہ محنت کی جائے نہ دولت صرف کی جائے آپ کا فرض ہے کہ ان سب معاملات کی پوری نگہداشت اور اصلاح کیجئے، اگر ان عارتوں سے چشم پوشی کی گئی تو لڑکیوں کی تباہی لازمی ہے خدا محفوظ رکھے

——— آمین ———

تقی الدین احمد الفردوسی
مدینہ یونیورسٹی - مدینہ منورہ

نائیجیریا میں عورتوں کی تعلیم

جائے وقوع :——

براعظم افریقہ کے مغربی ساحل کے دوشاخے پر جو تقریباً اس براعظم کے وسط میں پڑتا ہے، نائیجیریا واقع ہے اور اس کا کل رقبہ ۳۷۶۷۴ مربع میل ہے، ساحلی علاقہ منطقہ حارہ میں ہونے کے باعث نہایت گرم ہے اور دور دور تک میدان پھیلے ہوئے ہیں جہاں کھیتی ناممکن ہے، ملک کا داخلی حصہ بہ نسبت کچھ سرسبز ہے، یہاں کے بعض جنگل اتنے گھنے ہیں کہ سورج کی روشنی زمین تک نہیں پہنچتی ہے اس ملک کی آبادی تین کروڑ پچاس لاکھ ہے، پورا ملک قبیلوں میں بٹا ہوا ہے۔ شمالی منطقہ میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔

پہلے یہ انگریزوں کے زیر اقتدار تھا لیکن اکتوبر ۱۹۶۰ء میں اس نے انگریزوں کی صد سالہ غلامی سے نجات پائی۔

سیاسی تقسیم

نائیجیریا سیاسی طور پر تین حصوں میں بٹا ہوا ہے یعنی شمالی، مشرقی اور مغربی علاقے باہم مل کر نائیجیریا کہلاتے ہیں

اس پورے حصہ کے وزیر اعظم الحاج ابوبکر ہیں

شمالی نائیجیریا یہ حصہ ملک کا سب سے بڑا اور زرخیز حصہ ہے اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے، جن میں سے کچھ تو دفتروں میں کام کرتے ہیں اور اکثر تجارت کرتے ہیں، یہاں مسلمانوں کے تعلیمی اور تبلیغی مراکز ہیں۔ الحاج ابوبکر گومی ،، جو اس منطقہ کے مفتی اعظم ہیں" کی کوششوں سے یہاں کئی بڑے اسلامی مدارس کھل گئے ہیں، عورتوں کی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے، یونیورسٹیوں اور کالجوں میں مخلوط تعلیم ہے لیکن مفتی اعظم کی جد وجہد سے کئی مدرسۃ البنات کھولے گئے ہیں، جہاں عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ خواتین کو مذہبی تعلیم بھی دیجاتی ہے، نوجوان عورتوں کی ایک جمعیۃ بھی ہے، جس کا مقصد نائیجیری خواتین میں اسلام کی اشاعت اور یورپی بڑھتے ہوئے مادی انقلاب سے ان کو روکنا ہے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی لڑکیوں کو وہی تمام حقوق حاصل ہیں جو لڑکوں کو حاصل ہیں، یونین کے انتخاب میں بھی یہ کھل کر حصہ لیتی ہیں اور کامیابی کے بعد یونین کے اعلیٰ عہدوں کے لئے منتخب ہو جاتی ہیں۔

یہاں ان کا ایک ماہ نامہ رسالہ بھی نکلتا ہے جو ان کا ترجمان سمجھا جاتا ہے اس میں مضامین زیادہ تر اسلامی موضوعات پر ہوتے ہیں۔

شمالی نائیجیریا کا دار الحکومت خدونا ہے، یہاں الحاج ابوبکر مفتی اعظم رہتے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ دار الحکومت میں ایک ایسی درسگاہ قائم ہو جہاں لڑکیوں کو اسلامی تعلیم کے ساتھ ساتھ کچھ

دستکاری بھی سکھائی جائے۔

مشرقی نائیجیریا شمالی نائیجیریا کے جنوب میں دریائے نائیجیریا کے زیریں کنارے کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کے درمیان یہ علاقہ ہے، اس کے جنوب میں خلیج گنی ہے، اسی لئے شمالی نائیجیریا کی بہ نسبت یہاں کی آب و ہوا مرطوب ہے، یہاں مسلمانوں کی آبادی عیسائیوں سے کم ہے اور وہ سب کے سب تقریباً زراعت پیشہ ہیں، موجودہ وزیر اعظم عیسائی ہیں شمالی نائیجیریا کی طرح یہاں بھی عورتوں کی تعلیم کا معقول انتظام ہے لیکن صرف عورتوں کے اسکول بہت کم ہیں، زیادہ تر مخلوط تعلیم ہے عورتوں کی مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں ہے اور نہ فی الحال اسکی کوئی توقع ہی ہے شمالی نائیجیریا کے برعکس یہاں کی عورتیں تجارت اور زراعت میں کافی ماہر ہیں اور مردوں کے ساتھ دوش بدوش کام کرتی ہیں، اس علاقے کی زبان شمالی نائیجیریا کی زبان سے مختلف ہے جسے یہ لوگ "ایبوس" کہتے ہیں۔ اس کے دار الحکومت "اینوگ" میں ۱۹۰۹ء میں کوئلے کی کان دریافت ہوئی تھی، جہاں سے آج بھی ملک کے اکثر حصہ میں کوئلہ روانہ کیا جاتا ہے۔

مغربی نائیجیریا اس کے مغرب میں دریائے دھول بہتا ہے۔ شمال میں مغربی علاقے کی سرحد شمالی نائیجیریا کی سرحد سے جا ملتی ہے اور جنوب میں سمندر شروع ہو جاتا ہے، یہاں کی اکثریت زراعت پیشہ ہے جو ربڑ، کھجور، ناریل کے باغات کی وجہ سے

مالا مال ہے، اس علاقہ میں تقریباً ستر قبائل آباد ہیں اور ان کی زبان، رسم و رواج تقریباً ملتے جلتے ہیں، یہ لوگ تقریباً پچاس لاکھ کے قریب ہیں۔

مشرقی نائیجیریا کی طرح یہاں کی عورتیں بھی تجارت و زراعت میں مردوں کے شانہ بہ شانہ کام کرتی ہیں، ان کی تعلیم کا یہاں کوئی الگ انتظام نہیں ہے بلکہ مخلوط تعلیم ہے، مخلوط تعلیم کی وجہ سے وہ زندگی کے تمام شعبوں میں آہستہ آہستہ مردوں کا مقابلہ کر رہی ہیں، عام الیکشن میں سردار کی اجازت سے ان کو ووٹ دینے کا پورا اختیار ہے، دفتروں، کارخانوں اور دوکانوں پر عورتیں اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح مرد۔ عملی زندگی میں مردوں کے ساتھ ان کا اتنا حصہ لینا مشرقی اور شمالی حصوں میں مغربی حصہ سے نسبتاً بہت کم ہے، جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مغربی حصہ میں تعلیم بہت عام اور اس کا معیار بلند ہے، نیز یورپی تہذیب کے اثرات بھی بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اس علاقہ کا سب سے بڑا شہر لاگوس ہے جو پورے وفاقی حکومت کا دارالحکومت ہے۔ سمندر سے یہ علاقہ بہت قریب ہے، اسکی آبادی تقریباً تین لاکھ پچاس ہزار افراد پر مشتمل ہے اسی شہر میں ہاؤس آف اسمبلی اور ہاؤس آف چیفس ہیں، غیر ملکی سفارت خانے بھی تمام کے تمام یہیں ہیں۔

دوسرا نمبر آبادان کا ہے جو صرف مغربی حصہ کا دارالحکومت ہے، یہ بھی بڑا اور خوب صورت شہر ہے، لڑکیوں کی الگ تعلیم کے لئے ایک گرلس کالج کی جدوجہد یہاں کے باشندے کر رہے ہیں، اس شہر میں لوگ بڑی خوشحالی کی زندگی بسر کرتے ہیں، اسکے قرب و جوار میں کئی معدنیات کی کانیں ہیں جنمیں سے بعض شخصی اور اکثر گورنمنٹ کی ہیں۔

ایک زائر حرم سے!

★ ——— محمد ثانی حسنی

"ایک بھائی کا خط دوسرے بھائی کے نام جو مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد مکہ مکرمہ میں حج سے مشرف ہو رہا ہے۔"

——— (ادارہ)

میرے عزیز بھائی تم کو سلام پہونچے
تم کو بہت مبارک کعبہ کی ہو زیارت
جتنا بھی فخر تم کو محسوس ہو وہ کم ہے
اس وقت تم جہاں ہو وہ ہے مقام رحمت
ہے ایک کام تم سے میرا اگر کرو تم
مجھ کو بھی یاد رکھنا شام و سحر دعا میں
کوہِ صفا پہ چڑھ کر کعبہ ہو جب کہ رُخ پر
منبر کے سائے میں بھی اندر حطیم کے بھی
دیوار سے لگا کر سینے کو ملتزم پر
پردہ سے تم لپٹ کر آنسو بہا کے کہنا
بیتِ عتیق کے رب اپنے کرم کا صدقہ

بعد از سلام میرا تم کو پیام پہنچے
قابل ہے رشک کے جو تم کو ملی سعادت
بس میں نہیں کسی کے اللہ کا کرم ہے
مینھ کی طرح برستی ہے صبح و شام رحمت
بھولوں نہ عمر بھر میں احسان گر کرو تم
کعبہ کے پاک در پر عرفات میں منا میں
مروہ کی سیڑھیوں پر منسعیٰ میں رہ گزر پر
رکنِ یمانی چھو کر در پر کریم کے بھی
چل کر مطاف میں پھر رُک کر ہر اک قدم پر
کعبہ کے پاک در پر سر کو جھکا کے کہنا
اور رحمت و محبت بے کیف و کم کا صدقہ

تو نے مجھے بُلایا تیرا بہت کرم ہے
اک اور مضطر ہے جو مبتلائے غم ہے

بے تاب ہو رہا ہے اس کو بھی تو بُلا لے
دُنیا سے دل ہٹا کر اپنا ہی تو بنا لے

دن رات جا کے زمزم تم بار بار پینا
میری طرف سے بھی تم دو چار بار پینا

للہ میری جانب سے بھی طواف کرنا
آنسو جو چند نکلیں نذرِ غلاف کرنا

ہوگا نویں کو عرفہ رحمت کا روز ہوگا
قلب و زباں میں پیدا جب درد و سوز ہوگا

مشغول ہو دعا میں عرفات کی زمیں پر
ذرّوں کو خاک کے تم ملتے ہوئے جبیں پر

تم بے قرار ہو کر سجدہ میں جب پڑے ہو
پہلو بدل رہے ہو بیہوت سے کھڑے ہو

اشکوں سے بھیگ جائیں جب جا نمازِ مومن
ایسی جھڑی لگی ہو بھادوں ہو یا کہ ساون

چیخوں سے اپنی حاجی تھرّا دیں جب فضا کو
جب رحم آئے رب پر بے ساختہ خدا کو

ہوگا وہ ایسا عالم ہر سمت نور ہوگا
قلب نظر پہ طاری کیف و سرور ہوگا

ایسے پیارے عالم میں مجھ کو یاد رکھنا
ذکر و دعا سے للہ مجھ کو بھی شاد رکھنا

اللہ تم کو ہر دم اپنی اماں میں رکھے
اپنا بنا کے تم کو دونوں جہاں میں رکھے

حج کا سفر تمہارا صد بار ہو مبارک
جانا بھی ہو مبارک، آنا بھی ہو مبارک

۲۷ - ذیقعدہ سنہ ۱۳۸۲ھ

مطابق

۲۲ - اپریل سنہ ۱۹۶۳ء

ذائقہ

شاہجہاں آرا، لاہور

آلو کی چاٹ :-

اشیاء :- آلو ایک سیر، دہی ۳ پاؤ، رائی ایک تولہ، میتھی کے بیج نصف تولہ، سفید زیرہ ایک تولہ، لونگ، کالی مرچ، بڑی الائچی ایک تولہ سالم سرخ مرچ ۵ عدد، نمک حسب ذائقہ۔

ترکیب :- پہلے آلوؤں کو اُبال لیں اتنا کہ قتلے ہو سکیں، قتلے کاٹ کر رکھ لیں، پھر سرخ سالم مرچ، لونگ، کالی مرچ، بڑی الائچی، رائی اور میتھی، ان سب چیزوں کو توے پر بغیر گھی کے سُرخ کر لیں، مرچیں خوب سُرخ ہونی چاہئیں، پھر ان کو باریک پیس لیں، اب اس میں سے آدھا مصالحہ تو آلوؤں پر چھڑک کر اچھی طرح مع نمک کے ملا لیں، دہی بھی پھینٹ لیں اور تھوڑا سا املی کا پانی ملا لیں اور بقیہ بچا ہوا مصالحہ اوپر چھڑک دیں، ہری مرچیں بھی کتر کر ڈال دیں، بے حد لذیذ چاٹ تیار ہوگی۔

سرکہ کی چٹنی :-

اجزاء اور ترکیب :-

آدھ سیر سرکہ لے لیں اور اسی وزن کا انبور خرید لیں۔ آدھ پاؤ ادرک، آدھ سیر چینی، کلونجی، آدھی چھٹانک، کشمش آدھ پاؤ، سُرخ مرچ نصف چھٹانک، لہسن نصف چھٹانک اور نمک ذائقہ کے مطابق لے لیں، تھوڑے سے

پانی میں امچور ڈال دیں، اس کے بعد پانی سے نکال کر اسے سل پر پیس لیں، اسکے بعد چینی کا قوام تیار کرلیں اور اس قوام کو پسے ہوئے امچور کے قوام میں ملادیں ساتھ ہی سرکہ بھی ڈال دیں، صرف تھوڑی دیر تک آگ پر رکھیں، اور ادرک کے باریک چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ملادیں، صرف دو منٹ تک آنچ دیں، اس کے بعد پتیلی کو چولھے سے اُتار دیں، سرکہ کی چٹنی تیار ہے

گاجروں کی چٹنی :—

دو سیر کے قریب گاجریں لے لیں، انھیں اچھی طرح چھیل کر کدوکش کرلیں، پھر مرچیں نصف چھٹانک سے ایک تولہ کم۔ کلونجی ایک چھٹانک اور ادرک ایک چھٹانک، پھر تینوں چیزوں کو پیس لیں، ایک پاؤ چھوہارے لے لیں اور ہر چھوہارے کے دو ٹکڑے کر کے گٹھلی نکال پھینکیں، ان سب چیزوں میں نصف چھٹانک عرق پودینہ، چینی سیر بھر، نمک ایک چھٹانک، کشمش ایک پاؤ ملادیں، اس کے بعد یہ ساری چیزیں دیگچی میں ڈال کر چولھے پر چڑھادیں، کفگیر کو ساتھ ساتھ ہلاتے جائیں۔ تو دیگچی کو چولھے سے اُتار لیں، اگر گاجریں زیادہ پک جائیں تو چٹنی کا ذائقہ بالکل خراب ہوجائے گا، جب چٹنی تیار ہوجائے تو اسے مرتبان میں ڈال کر رکھ لیں اور کھانے کے ساتھ استعمال میں لائیں۔

(ماخوذ از ماہنامہ "عفت" لاہور)

جغرافیہ ممالک اسلامیہ

حصہ اوّل

از: مولانا سید محمد رابع ندوی

مولانا سید محمد رابع ندوی نے تاریخ کا ایک سلسلہ جغرافیہ ممالک اسلامیہ کے نام سے شروع کیا ہے جس کا پہلا حصہ جزیرۃ العرب کے نام سے چھپ چکا ہے اس کتاب میں حسب ذیل ابواب ہیں:-

باب اول: جزیرہ نمائے عرب کے مکمل حالات اور خصوصیات از ص ۱ تا ص ۱۵۸

باب دوم: شمالی جزیرۃ العرب، حجاز، نجد، احساء، عسیر از ص ۱۶۱ تا ص ۲۵۸

باب سوم: جنوبی جزیرۃ العرب اور مشرقی ریاستیں (یمن، عدن، عمان، قطر، بحرین، کویت از ص ۲۵۹ تا ص ۳۰۱، آخر میں ماخذ ابواب فرہنگ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ملک کے جائے وقوع، رقبہ و آبادی، تاریخی و عمومی حالات، کاروبار، آمدنی، مشہور مقامات، موسم و پیداوار، ثقافتی گوشے اقوام و قبائل (دور اول) میلاد مسیح تک، دور ثانی و ثالث، اس کے بعد ثقافت و تمدن خصوصاً مضافات مکہ و مدینہ کے تفصیلی حالات، راستے اور مقامات کا تذکرہ، یہ کتاب ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے۔ مجلد مع گرد پوش، قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۂ اسلام، ۳۷ گوئن روڈ، لکھنؤ